Lesson 251 Surah Mumin 69-85 tafsir

اللہ رب العزت بڑے خوبصورت انداز میں بات کا آغاز کرتے ہیں اور بات کیا ہے؟

آیت نمبر 69۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ

ترجمہ۔ تم نے دیکھا اُن لوگوں کو جو اللہ کی آیات میں جھگڑے کرتے ہیں، کہاں سے وہ پھرائے جا رہے ہیں؟

کیا تُو نے نہیں دیکھا؟ کیا تُو نے غور نہیں کیا؟ تو یہ استفہامیہ انداز ہے، یہ کیا کرتا ہے؟ ہمیشہ سوچنے سمجھنے پر آمادہ کرتا ہے غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ کیا آپ نے ان لوگوں کی عادت نہیں دیکھی؟ ان لوگوں کی حالت نہیں دیکھی؟ **أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ** جو اللہ کی آیات میں مجادلہ کرتے ہیں اور مجادلہ کے کیا معنی ہیں؟ جھگڑنا اور گفتگو میں دوسرے پر غالب ہونے کے لئے جھگڑا کرنا تاکہ دوسرے پر غلبہ ہو جائے تو یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں ذرا سوچئے تو سہی، ذرا غور تو کریں کہ اللہ کی آیات کائنات میں بکھری پڑی ہیں پھر پیغمبروں کے ذریعے اللہ نے بھیجی رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے آیات سے نوازا قرآن سے نوازا اور اہل مکہ کیا کر رہے تھے؟ جھگڑا کر رہے تھے **أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ** اور یہاں پر تنبیہ کا انداز ہے سوچنے سمجھنے کی دعوت دی جارہی ہے اور اللہ تعالیٰ اظہار افسوس کر رہے ہیں ان کے جھگڑوں پر، ان کی فرقہ بندی پر کہ کہاں، کیوں کر یہ پھرے جاتے ہیں؟ **أَنَّىٰ** کدھر، کہاں؟ یہ لوگ پھرے جاتے ہیں۔ **صَرَفَ** موڑ دینا، رخ پھیر دینا اس کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے اور رخ پھیرنے کے لئے کتنے لفظ آئے ہیں؟ 6 قرآن میں اور یہ اس کا دوسرا درجہ ہے **افک** کا مطلب بھی یہی ہے رخ پھیرنا موڑ دینا لیکن کیسے؟ اصل جگہ سے اس کا رخ موڑ دینا لیکن یہاں پر یہ ہے محض رخ موڑ دینا، ہم یہ دعا بھی مانگتے ہیں **یا مُصرف القلوب صرف قلوبنا إلى طاعتك** " اے دلوں کو پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت پر پھیر دے۔"۔ تو اللہ ہی ہے رخوں کو پھیرنے والا۔لیکن یہ کیا کرتے ہیں قرآن کی آیات کا رخ ہی موڑ دیتے ہیں کیسے موڑتے ہیں؟ کہ قرآن کی آیات میں سے شبہات نکالتے ہیں بحث کرتے ہیں اور اپنی مرضی کے مطلب نکال لیتے ہیں **أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ**۔ تو یہ **مُصْرَف** کون ہیں ؟

آیت نمبر 70۔ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ

ترجمہ۔ یہ لوگ جو اِس کتاب کو اور اُن ساری کتابوں کو جھٹلاتے ہیں جو ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجی تھیں؟عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ یہ تو وہ ہیں جنہوں نے جھٹلایا کتاب کو۔ تو اب یہ نہیں کہ انہوں نے جھوٹ بولا بلکہ کیا ہے جھٹلایا اور آپ دیکھ لیں کہ جھوٹ کتنی سخت اور بری بیماری ہے کہ انہوں نے جھٹلایا **بِالْكِتَابِ** کتاب کو اور **كِتَاب** لفظ بھی اسم جنس ہوتا ہے اس سے مراد قرآن مجید بھی ہے اور (کیونکہ قرآن مجید پچھلی تمام کتابوں کا نچوڑ ہے امُّ الکتاب ہے) انہوں نے قرآن کو جھٹلایا تو پچھلی کتابوں کو بھی جھٹلایا تو افسوس کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کتاب کو جھٹلا دیا اور یہاں قرآن مراد ہے **وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا** اور بھیجا ہم نے اس کے ساتھ اپنے رسولوں کو کہ ہر دور میں ہم جب کتاب نازل کرتے تو ساتھ رسولوں کو بھی بھیجتے تاکہ رسول ان کو سمجھائیں لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ یہ کتاب تو ہماری سمجھ میں نہیں آئی جیسے بعض طالبعلم کہتے ہیں theory تھی practical تو ٹیچر نے کر کے نہیں دکھایا تو سمجھ کیسے آئے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے رسول بھیجے **رسول** واحد ہے اور **رُسُل** اس کی جمع ہے اور **كِتَاب** واحد ہے تو جمع کیا ہے **كُتُبٌ**۔ **فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ** **اور** عنقریب ان کو پتہ چل

جائے گا۔ **سَ** اور **سوفَ** دونوں کے معنی قریب کے ہیں لیکن دونوں میں فرق کیا ہے **سَ** مستقبل قریب کے لیے آتا ہے اور **سوفَ** مستقبل بعید کے لیے آتا ہے۔ جلدی ان کو پتہ چل جائے گا کہ کتاب اور رسول کو جھٹلانے کا انجام کیا ہو گا یا تو دنیا میں ان پر سزا آئے گی یا آخرت میں سزا ان کا انتظار کر رہی ہے **فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ** یہاں پر پتہ چل رہا ہے آخرت کا کیسے؟ اگلی آیت کو دیکھیں

آیت نمبر 71۔ إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ
ترجمہ۔ جب طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے، اور زنجیریں، جن سے پکڑ کر کھینچے جائیں گے۔

إِذِ الْأَغْلَالُ کہ جب زنجیریں الْأَغْلَالُ پہلے بھی آپ پڑھ چکے ہیں اس کا واحد **غُلّ** ہے اور اس کی جمع **أَغْلَال** بھی ہے اور **غُلُول** بھی ہے اور **غُلّ** ہر وہ چیز جس سے کسی کے اعضاء کو جکڑا جا سکے یا اعضاء کو جکڑ کر وسط میں باندھ دیا جائے ہتھکڑی بیڑیاں طوق وغیرہ اس کے لیے بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے **إِذِ الْأَغْلَالُ** ہتھکڑیاں بیڑیاں اور طوق کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور حسی اور معنوی دونوں طرح سے استعمال ہوتا ہے۔ معنوی جیسے دل کے اندر جو حسد کینہ کدورت اور جب دل میں حسد ہوتا ہے تو یہ حسد کی بیماری دل کو جکڑ لیتی ہے پھر انسان کسی کو نعمتیں ملتے دیکھ کر خوش نہیں ہوتا۔ جب دل کے اندر کینہ اور کدورت ہوتی ہے تو اپنے بہن بھائی رشتہ دار دوست احباب کو اللہ جب نوازتا ہے انعامات دیتا ہے تو پھر کیا ہوتا ہے کہ وہ ایسا شخص ہوتا ہے جیسے کہ اس کو جکڑ لیا گیا ہے وہ کیا کرتا ہے کہ ان کو تو تحفہ نہیں دینا چاہتا، ان کو مبارکباد نہیں دینا چاہتا ان کی خوشیوں کو بانٹنا نہیں چاہتا۔کہ میرے نمبر آنے تھے یا میرے پاس یہ ہونی تھی۔ اب یہ خوش نہیں ہو رہا یا میرے بچوں کو اچھی نوکری نہیں ملی اور اس کے بچے کو کیوں ملی۔ تو خوش نہیں ہو رہا تو **غُلّ** دل کو بھی روک دیتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ظاہری طور پر کیا مراد ہے؟ جیسے کسی کو ہتھکڑی لگا کر باندھ دیا جائے بیڑیاں ڈال دی جائیں زنجیریں ڈال دی جائیں تو **فِي أَعْنَاقِهِمْ** ان کی گردنوں میں تو **عُنُقْ** واحد ہے اور **اَعْنَاق** اس کی جمع ہے اور گردن کے لیے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے اور **سَلَاسِل** آپ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں اس کا واحد کیا ہے **سِلْسِلہ** اور مادہ ہے **(س ل س) (س ل س ل)** اس کے معنی ہوتے ہیں ایک چیز سے دوسری کو کھینچ لینا نیام سے تلوار کو نکالنا(سونتنا) اسی سے سلسلہ ہے کہ زنجیر جس کی ایک کڑی سے دوسری کڑی نکلتی چلی جاتی ہے یا جڑتی ہے تو زنجیر بنتی ہے اور آپ نکالتی چلی جائیں تو اسی طرح سلسلہ کہ میرا اس سے سلسلہ بن گیا، رشتہ داری نے کڑی ملا دی اور پھر شادی ہوئی اور پھر ایک رشتہ بن گیا تو بہرحال ایک سلسلہ چل پڑتا ہے تو **سَلَاسِل** کا لفظ بھی آتا ہے زنجیروں کے لئے تو اغلال بھی زنجیروں کے لئے ہے تو ان میں کیا فرق ہے کہ **سَلَاسِل** یہ پہلا درجہ ہے اور **أَغْلَال** یہ دوسرا درجہ ہے ٹھیک ہے۔ **يُسْحَبُونَ (س ح ب)** گھسیٹنا اور یہ لفظ آپ پہلے پڑھ چکی ہیں بادل **سَحَابٌ** بادلوں کے لئے بھی پڑھ چکی ہیں **(س ح ب)** کے اندر دو معنی پائے جاتے ہیں نمبر 1۔ کھینچ کر لے جانا جیسے بادلوں کو ہوا کھینچ کر چلتی ہے نمبر 2۔ اور خود ان کا گھسٹتے چلے جانا ، ان کا کھنچتے چلے جانا خود اس طرح سے آگے بڑھنا جیسے کہ گھسٹتے چلے جا رہے ہیں **يُسْحَبُونَ** کےمعنی کیا ہیں؟ مثلاً یہ میز ہے اور یہ بھاری ہے آپ اس کو لے جانا چاہتی ہیں تو آپ کیا کرتی ہیں کہ آپ اس کو کھینچنا شروع کر دیتی ہیں تو ایک چیز جو کھڑی ہوتی ہے اس کو آپ کھینچتے ہیں ایک چیز جو گری ہوئی ہوتی ہے اس کو آپ گھسیٹتے ہیں۔ کھینچنے میں اور گھسیٹنے میں فرق ہے یہاں پہ یہ نہیں کہا جا رہا کہ ان کو کھینچا جائے گا بلکہ کیا کہا جا رہا ہے کہ ان کو گھسیٹا جائے گا یہ جو **(سَ ح ب)** ہے اس میں گھسیٹنے کا پہلو نمایاں ہے اور کھینچنے کا کم جیسے مثلاً اب کیسے ان کو گھسیٹا جائے

گا مثلا ایک انسان ہے وہ پاؤں کے بل کھڑا ہوا ہے تو آپ اس کو کھینچتی ہیں اب گھسیٹیں گی کیسے؟ وہ گرا ہوا ہے، وہ شخص منہ کے بل ہے اب وہ چل تو سکتا نہیں ہے اور کچھ آپ اس کو کھینچ رہے ہیں۔ کہ وہ گھسٹتا جائے گا۔ قیامت کے دن جہنمیوں کو کیسے چلایا جائے گا؟ چہرے کے بل ان کو چلایا جائے گا، چہرے کے بل ان کو گھسیٹا جائے گا۔ تو یہ بات ہمیں قرآن میں بھی پتہ چلتی ہے اور مفسرین یہ کہتے ہیں کہ یہاں پہ یہ جو بتایا گیا **يُسْحَبُونَ** تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جیسے کوئی گری پڑی چیز ہو تو اس کو گھسیٹا جاتا ہے تو اب وہاں پہ انسان کھڑے تھوڑی ہوں گے جہنم کے اندر ہیں اور اس کے عذاب میں ہیں گرے پڑے ہیں جل رہے ہیں تو اب کیا کیا جائے گا کہ ان کو گھسیٹا جائے گا اور یہ وہ بات ہے جو قرآن میں اللہ رب العزت بار بار بیان کرتے ہیں اور بیان کرنے کا انداز اتنا سخت ہے آپ سورة الملک آیت 22 کی دلیل نکالیں اس کے لئے **أَفَمَنْ يَمْشِي مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ** اچھا وہ شخص جو چلتا ہے اپنے منہ کے بل اوندھا ہو کر چلتا ہے زیادہ ہدایت والا ہے **أَمَّنْ يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (22- الملک)** یا وہ جو سیدھا پیروں کے بل راہ راست پر چلتا ہے تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ ایک شخص ہے چہرے کے بل چلنے والا اور ایک ہے پاؤں کے بل چلنے والا یہ جو **يُصْرَفُونَ** تھے اور یہ جو **يُؤْفَكُونَ** ہیں تو ساری زندگی دنیا میں الٹے ہی چلتے رہے اب قیامت کے دن بھی ان کو الٹا جہنم کے اندر ڈالا جائے گا سورة بنی اسرائیل آیت 97 دلیل ہے **وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ (97- الاسراء)** ہم انہیں قیامت کے دن منہ کے بل اکٹھا کریں گے گھسیٹیں گے۔ کھڑے تو ہوں گے نہیں کہ ان کو کھینچا جائے بلکہ ان کو گھسیٹا جائے گا اور ایک بات یاد رکھیں کہ جب **الْأَغْلَالُ** آگیا تھا تو **سَلَاسِلُ** کیوں آیا مفسرین یہ کہتے ہیں کہ **أَغْلَال** آیا ہے گردنوں کے لئے، چہرے کے لئے اور **سَلَاسِلُ** یہ پاؤں کے لئے آیا ہے **فی ارجلهم** کے الفاظ یہاں پہ محذوف ہیں چھپے ہوئے ہیں کہ چہروں میں تو اغلال ڈال دی جائیں گی وہ بھی زنجیریں ہیں اور پاؤں میں بھی بیڑیاں ڈالی جائیں گی تو جب کسی کی گردن میں طوق ڈال دی جائے اور پاؤں میں زنجیریں پہنا دی جائیں تو اب اس کے بعد کیا ہے **يُسْحَبُونَ** اور اب ان کو گھسیٹا جا رہا ہے۔ کہاں پہ ؟ گرم پانی کی طرف

آیت نمبر72۔ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ

ترجمہ۔ وہ کھولتے ہوئے پانی کی طرف کھینچے جائیں گے اور پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے

گرم پانی کی طرف کیونکہ وہ دوزخ میں جھونک دئیے جائیں گے کیا کہا **فِي الْحَمِيمِ** یہ حمیم انتہائی گرم پانی ہوتا ہے جو نقطۂ عروج پر ہوتا ہے بہت زیادہ گرم اس کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے **حَمِيم** کہ جس کے اندر ہر چیز پھر گل جاتی ہے۔ اب آپ سوچیں تو سہی تصور تو کریں کہ اب ان کو گھسیٹا جا رہا ہے **حَمِيم** کی طرف ، گرم پانی کی طرف جب ان کو گھسیٹا جا رہا ہے **ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ** پھر آگ کی طرف ان انسانوں کو بھر دیا جائے گا یعنی کہ جہنم میں ان کو بھر دیا جائے گا اور جب ان کو بھرا جائے گا تو جہنم میں ایک تلاطم پیدا ہو جائے گا، جہنم کے اندر ایک اضطراب پیدا ہوگا، جہنم جوش میں ہوگی، بڑی شدت سے بھڑکے گی پھر جیسے سمندر کا جوش دیکھیں اور تنور کا جوش دیکھیں تو اب کیا ہے کہ جہنم کا جوش دیکھیں کہ یہ ہیں وہ لوگ جو **مسرف** تھے جو **کذاب** تھے۔ **یوفکون** اور **یجحدون** کی صفات ان کے اندر تھیں۔ اگر آپ قرآن کوسمجھنا چاہتی ہیں تو جب تک الفاظ کی گہرائی سمجھ میں نہیں آئے گی لغت کے اعتبار سے لفظ سمجھ میں نہیں آئے گا قرآن سمجھ میں نہیں آتا۔ قرآن کی تفسیر کے لئے کیا ضروری ہے اندر جانا گہرائی میں جانا تو **حَمِيم** ہے کھولتا ہوا پانی۔ مفسرین یہ

کہتے ہیں کہ ان کی گردن میں اغلال ہیں پاؤں میں سلاسل ہیں اور وہ گھسٹتے جا رہے ہیں اور اس کے بعد ان کو پہلے **حَمِيمِ** میں ڈالا جائے گا گرم پانی میں پھر کیا ہوگا؟ کہ وہاں سے ان کو نار میں ڈالا جائے گا **ثُمَّ فِي النَّارِ** یعنی انتہائی آگ ،گرم۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ جو **حَمِيم** ہے جہنم سے باہر ہے جہنم کے اندر سب سزائیں ہیں تو **حَمِيم** کے اندر پھر ان کو داخل کر دیا گیا۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ نہیں **حَمِيم** تو جہنم کے اندر ہی ہے پاس ہی کہیں جیسے مختلف کسی چیز کے درجے ہوتے ہیں تو غور کریں تو کیا بات ہے کہ واضح کرنے کے لئے، چیز کو ممتاز کرنے کے لئے اللہ نے اس کو الگ بیان کیا ہے تو یہ بھی جہنم کا ایک طبقہ ہے جہاں پہ اہل جہنم زنجیروں میں جھکڑے ہوئے کھینچ کر لائے جائیں گے اور **حَمِيمِ** میں ڈالے جائیں گے مثلاً قرآن میں اللہ تعالیٰ کیا کہتے ہیں **هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ () يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ (43-34- الرحمان)** " (اُس وقت کہا جائے گا) یہ وہی جہنم ہے جس کو مجرمین جھوٹ قرار دیا کرتے تھے۔ اُسی جہنم اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان وہ گردش کرتے رہیں گے " تو کیا پتہ چل رہا ہے اس آیت سے کہ حمیم یہ بھی جہنم کے اندر ہے۔ بہرحال ایک ہی بات ہے جیسے کبھی کسی بات کو زیادہ واضح کرنے کے لئے، اس کی شدت کو بیان کرنے کے لئے اس کو الگ سے پھر بیان کیا جائے۔ پھر دوزخ کی آگ میں ان کو جھونک دیا جائے گا اور مفسرین یہ کہتے ہیں کہ پیاس کی شدت سے جہنمی لوگ مجبور ہیں گرم آگ میں جب جل رہے ہیں سخت ان کو پیاس لگی ہے اب وہ پانی مانگ رہے ہیں۔ وہ فرشتوں سے کہتے ہیں تھوڑا سا پانی ہمیں پلا دو اب فرشتے کیا کرتے ہیں زنجیروں سے کھینچتے ہوئے گھسیٹتے ہوئے ان کو ایسے چشموں کی طرف لے جائیں گے جو کہ حمیم کے چشمے ہوں گے اب وہ وہاں سے فارغ ہوں گے اب پھر گھسیٹتے ہوئے ان کو دوزخ کی آگ میں جھونک دیں گے **ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ** اور جب ان کو دوزخ کی آگ کے اندر جھونک دیا جائے گا تو پھر کیا ہوگا کہ دوزخ کی آگ بھڑک اٹھے گی یہ ایندھن کا کام دیں گے پہلے بھی ایندھن ہے اور یہ خود بھی ایندھن بن جائیں گے پھر ان سے کہا جائے گا

آیت نمبر 73۔ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ
ترجمہ۔ پھر اُن سے پوچھا جائے گا کہ اب کہاں ہیں اللہ کے سوا وہ دوسرے خدا جن کو تم شریک کرتے تھے؟

أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ کہاں ہیں وہ جن کو تم شریک کیا کرتے تھے، اب تمہارے وہ خدا کہاں ہیں جن کی امید پر تم ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔ تم تو کہتے تھے کہ برے وقت میں وہ تمہارے کام آئیں گے تو اب وہ تمہارے کام کیوں نہیں آتے ہیں۔ اب وہ کہاں چلے گئے اب آپ دیکھیں کہ یہ سوال ہے جو فرشتے ان سے پوچھ رہے ہیں اب وہ اتنے بدحواس ہیں وہ اتنے پریشان ہیں کہ ایک سوال کے مختلف جواب دیں گے اب یہاں پر کیا کہا جا رہا ہے **أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ** اگلی آیت کو بھی آپ ساتھ ملا لیجئے

آیت نمبر 74۔ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَلْ لَمْ نَكُنْ نَدْعُو مِنْ قَبْلُ شَيْئًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ
ترجمہ۔ وہ جواب دیں گے "کھو گئے وہ ہم سے، بلکہ ہم اس سے پہلے کسی چیز کو نہ پکارتے تھے" اِس طرح اللہ کافروں کا گمراہ ہونا متحق کر دے گا

مِنْ دُونِ اللَّهِ کے معنی کیا ہیں کہ اللہ کے سوا، اللہ کو چھوڑ کر جن کی تم پوجا کرتے تھے جن سے لو لگا کے بیٹھے تھے جن کو وکیل بنایا تھا جن کو مشکل کشا اور کارساز سمجھتے تھے اب وہ کہاں چلے گئے ان کی بدحواسی کا حال دیکھیں **قَالُوا** وہ کہیں گے **ضَلُّوا عَنَّا** بلکہ وہ ہم سے گم ہو گئے تو اب اس کے معنی کیا ہیں **ضَلُّوا عَنَّا** کے؟ **(ض ل ل)** کے دو معنی ہوتے ہیں ایک کسی چیز کا گم ہو جانا اور ایک ہوتا ہے گمراہ ہونا اب یہاں پر وہ یہ کہیں گے کہ ہمیں تو کچھ یاد ہی نہیں پڑتا کہ وہ بھی کہیں موجود ہیں۔ اب تو وہ ہم سے گم ہو گئے ہیں، کہیں نظر نہیں آرہے، کہیں دکھائی نہیں دے رہے پتہ نہیں کہاں گئے وہ ہمارے شریک ایک معنی تو یہ ہیں ۔ دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ ہماری تو یاد سے ہی محو ہو گئے **ضَلُّوا عَنَّا** ہمیں تو یاد بھی نہیں کہ ہم کس کی پیروی کرتے تھے۔ اتنا شدید عذاب ہوگا کہ وہ کہیں گے کہ ہماری تو یاد سے ہی وہ محو ہو گئے۔ جب کبھی زندگی میں مشکل آتی ہے دوست بہت سے ہوتے ہیں لیکن ایسے وقت میں کوئی یاد نہیں آتا آپ ایک دن کے اندر بہت سے رنگ دیکھتی ہیں، بہت سے لوگوں کو دیکھتی ہیں بہت سے انہوں نے کپڑے پہنے ہیں ہر کپڑے کا مختلف رنگ ہے لیکن آپ شام میں بستر میں بیٹھ کے یاد کریں کتنے رنگ آپ کو یاد رہتے ہیں آپ بہت سے انسان دیکھتی ہیں کتنے انسانوں کی شکل یاد رہتی ہے آپ باہر نکلتی ہیں بازار جاتی ہیں تو انسان دیکھتا بہت کچھ ہے سنتا بہت کچھ ہے۔ طرح طرح کی باتیں آپ سنتی ہیں لیکن کون سے یاد رہتی ہیں صرف وہی یاد رہتی ہیں انسان نے جس پر توجہ دی ہو یا یہ کہ جس سے انسان کو کچھ امید ہو، کوئی فائدہ ہو اب یہاں پر کچھ بھی نہیں ہے کہیں گے **ضَلُّوا عَنَّا** بلکہ وہ تو ہم سے گم ہی ہو گئے **بَلْ لَمْ نَكُنْ نَدْعُو مِنْ قَبْلُ شَيْئًا** اب بد حواسی کا حال یہ ہے اب ایک اور جواب دیں گے پہلے تو یہ ہے کہ نہیں نہیں یاد ہی کچھ نہیں۔ ہمیں تو یاد ہی نہیں کہ ہم نے کسی کی پوجا کی تھی اور ہم کسی کو پکارا کرتے تھے وہ کہیں نظر نہیں آتے۔ تو اب دوسری بات کیا کہیں گے مکر جائیں گے کہیں گے **بَلْ لَمْ نَكُنْ نَدْعُو مِنْ قَبْلُ شَيْئًا** اس سے پہلے تو ہم کسی کی عبادت کیا ہی نہیں کرتے تھے صاف مکر جائیں گے جیسے قرآن میں آتا ہے وہ کہیں گے **قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ (23۔ الانعام)** قسم کھا کے کہیں گے اللہ کی قسم ہم تو کسی کو شریک ٹھہراتے ہی نہیں تھے۔ تو اب کیا ہے بتوں کے وجود اور عبادت کا انکار کر دیں گے۔ ہم تو کسی کی عبادت کرتے ہی نہیں تھے اور ہمیں یہ جواب بھی ان کا یاد ہے آپ کو پتہ ہوگا پیچھے بھی آپ نے پڑھا تھا کہ عبادت کرنے والے اپنے معبودوں پر الزام لگائیں گے کہ یا اللہ ہمارے بزرگوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا انہیں دگنا عذاب دے عجیب کیفیت کے اندر ہیں عجیب پریشانی کا حال ہے بدحواسی کا کبھی تو کہتے ہیں ہم نے تو کبھی کیا ہی نہیں تھا، کبھی کہتے ہیں کہ وہ تو ہمیں نظر ہی نہیں آ رہے پتہ نہیں یاد ہی نہیں آ رہا کہیں دکھتے نہیں ہیں۔ اب ہماری مدد کے لئے نہیں آ رہے اور کہیں نظر آ جائیں تو کہتے ہیں کہ نہیں ان کو بھی اب دگنا عذاب دے تو مختلف کیفیات ہیں جن کا اللہ تعالیٰ یہاں پہ ذکر کرتے ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اب ان کو سمجھ آ گئی کہ جو کچھ ہم دنیا میں کرتے تھے اس کی کچھ بھی حقیقت نہیں تھی۔ **كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ** اسی طرح اللہ گمراہ کیا کرتا ہے کافروں کو۔ تو معنی یہ ہیں کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کافروں کو بھول بھلیوں میں ڈال دیتا ہے کہ وہ گمراہ بھی ہیں اور اس کے ساتھ ہی وہ بھٹکے ہوئے بھی ہیں ان کو اب ہدایت کا راستہ تو کیا نظر آتا اب تو ان کو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ اس کا مطلب کیا ہے کہ اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کر دیتا ہے؟ (راستے کا بھول جانا اور کسی کا ویسے گمراہ ہو جانا) تو اس کے معنی یہ ہیں کہ گمراہی اس بات کا نتیجہ ہے کہ لوگ **ضَالین** میں کیوں شامل ہوئے **ضَلال** کیوں ان کے اندر آیا؟ کفر کرنے کی وجہ سے۔ کفر کرنے کی وجہ کیا ہے؟ اگلی آیت میں بتائی جارہی ہے

آیت نمبر 75۔ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ
ترجمہ۔ اُن سے کہا جائے گا "یہ تمہارا انجام اس لیے ہوا ہے کہ تم زمین میں غیر حق پر مگن تھے اور پھر اُس پر اتراتے تھے

ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وجہ یہ ہے **ذٰلِكُمْ** یہ سارا انجام ، یہ سارا حال یہ کیوں ہوا؟ **بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ** کہ تم زمین میں **فَرِحَ** کیا کرتے تھے **بِغَيْرِ الْحَقِّ** بغیر حق کے **وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ** اور یہ اس وجہ سے ہے کہ تم **مَرَحَ** کیا کرتے تھے بغیر حق کے اتراتے تھے اور اس کے ساتھ ہی کیا کرتے تھے کہ بیجا ڈینگیں مارتے تھے ناجائزخوش ہوتے تھے اور پھر اتراتے تھے تو دو لفظ یہاں پہ بہت اہم ہیں ایک ہے **تَفْرَحُونَ** اور دوسرا ہے **تَمْرَحُونَ** اور اس کے معنی ہوتے ہیں خوش ہونا ،اترانا۔ قرآن میں اترانے کے لئے 9 لفظ آئے ہیں اور **فَرِحَ** اس کا پہلا درجہ ہے یہ محمود صفت بھی ہے اور مذموم بھی ہے محمود کی دلیل بتائیں **فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا** تو قرآن کے حاصل کرنے پر لوگوں کو خوشیاں منانی چاہیں انسان دنیا میں بہت کچھ جمع کرتا ہے لیکن قرآن کی دولت ایسی ہے **فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ (58۔ یونس)** اچھا یہ تو دلیل ہے پسندیدہ صفت فرح کی اب دوسری دلیل کیا ہے کہ یہ لفظ اترانے، تکبر کرنے، پھولے نا سمانے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے **لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ (76۔ القصص)** (یہ کب پڑھا تھا آپ نے؟ قارون کے واقعہ میں) تو یہ دوسری مثال ہے اس کا مطلب ہے کہ ایسی خوشی کہ نعمت کے ملنے پر انسان آپے میں نا رہے، اترانے لگے تو ان کا حال کیا تھا کہ زمین میں اتراتے تھے بغیر حق کے اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ ان کے اندر کبر پایا جاتا تھا یہ کبر کی علامت ہے اور یاد رکھیے گا کبریائی صرف اللہ کے لئے ہے **الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي،** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کہتا ہے کہ " کبریائی یہ بڑائی یہ میری چادر ہے" تو اللہ کی خاص **رداء** پر جو ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر اللہ ان کو اتنی سخت سزا دیتا ہے۔ تو ہمیں کیا بات پتہ چل رہی ہے کہ جہنم **مُتَكَبِّرِينَ** سے بھر دی جائے گی۔ یہ پیچھے جو ذکر آ رہا ہے جن کو گھسیٹا جائے گا ان کو **الْأَغْلَالُ السَّلَاسِلُ** میں جکڑ دیا جائے گا اور پھر ان کو **يُسْجَرُونَ** اور اس کے ساتھ ہی **يُسْحَبُونَ** یہ جو ملتی جلتی سزائیں ان کو دی جائیں گی تو ان سب کی وجہ کیا ہے؟ کہ یہ لوگ کبر کرتے تھے تو میری بہنوں ہم سب کو اس پر سوچنا چاہئے کہ جتنی بھی نعمتیں ہیں یہ اللہ کی بخشی ہوئی ہیں یہ ہمارا ذاتی حق نہیں ہے تو غرور اور کبر میں مبتلا ہو کر نہ اکڑیں اور نہ ہی اترائیں کیونکہ جب انسان اکڑتا ہے اتراتا ہے تو پھر کیا کرتا ہے؟ رسولوں کو جھٹلاتا ہے کتاب کو جھٹلاتا ہے اللہ کو جھٹلاتا ہے آخرت کو جھٹلاتا ہے اسی لئے متکبر کے لئے کیا کہا جاتا ہے کہ وہ کیا کرتا ہے **الكِبْرُ بَطَرُ الحَقِّ، وغَمْطُ النَّاسِ** تو وہ بغیر حق کے اللہ کی عبادت نہیں کرتا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور انسانوں کے حقوق ادا نہیں کرتا تو یہ جو **مَرَحَ** ہے **(م ر ح)** یہ خوش ہونے کا تیسرا درجہ ہے۔ اصل میں یہ **شدت الفرح** کو کہتے ہیں تو **فَرِحَ** کی شدت اس کا مطلب کیا ہے؟ کہ انسان اتنا خوش ہو کہ خوشی سے جھومنے لگے ناز سے چلتا ہے اداؤں سے چلتا ہے اکڑ کر چلتا ہے۔ وہ ایک طرف زمین میں اکڑ کر چلتے تھے اتراتے تھے دیکھ کر پتہ چلتا تھا کہ ان کے اندر غرور پایا جاتا ہے کبر پایا جاتا ہے اور دوسری طرف کیا تھا کہ ان کی چال کے اندر ایک مرح آ گیا تھا اور اس کی دلیل دیجئے **وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا (37۔ الاسراء)** " زمین میں اکڑ کر نہ چلو، تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو، نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو "اور حضرت لقمان نے بھی اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی تو اس سے ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ **مَرَحَ** یہ عادت اللہ کو پسند نہیں ہے کہ انسان اکڑے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھے تو کیا فرمایا کہ یہ لوگ اتراتے تھے تو گویا کہ گمراہی کی وجہ کیا پتہ چلی؟ نمبر 1۔ آیت

74 کے آخر میں آپ دیکھیں **الْكَافِرِينَ** کفر کرنا اور اس سے پہلے آیت 69 میں کیا ہے؟ **يُجَادِلُونَ** مجادلہ۔ آیت 70 میں کیا ہے؟ **كَذَّبُوا** جھٹلانا۔ تو کیا پتہ چلا کہ جھگڑتے ہیں جھوٹ بولتے ہیں جھٹلاتے ہیں اور نمبر3۔ کیا پتہ چلا کہ کفر کرتے ہیں اور نمبر 4۔ کیا پتہ چلا **مُتَكَبِّرِينَ** کہ وہ کبر کی بیماری میں مبتلا ہیں اور کبر کے بھی دو درجے ہیں خوش ہوتے ہیں (**تَفْرَحُونَ) فَرِحَ** بھی ہے اور اس میں بھی آپے سے باہر ہو رہے ہیں اور اس کے ساتھ کیا ہے کہ مزید خوشی کا اظہار کر رہے ہیں کہ **(تَمْرَحُونَ) مَرَحَ** کی بیماری ان کے اندر پائی جاتی ہے فرشتے ان سے کہیں گے۔

آیت نمبر76۔ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ

ترجمہ۔ اب جاؤ، جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ تم کو وہیں رہنا ہے، بہت ہی برا ٹھکانا ہے متکبرین کا"

داخل ہو جاؤ جہنم میں اور **ادْخُلُوا** دَخَلَ سے ہے **اُدخُل** واحد ہے اور **اُدْخُلُوا** جمع ہے تو تم سب داخل ہو جاؤ **أَبْوَابَ جَهَنَّمَ۔ بَاب** واحد ہے **أَبْوَابَ** جمع ہے۔ تم سب جہنم میں داخل ہو جاؤ **خَالِدِينَ فِيهَا** یہ اسم فاعل ہے اس میں ہمیشہ رہو گے **"هَا"** ضمیر جہنم کے لئے ہے **فَبِئْسَ** بس کتنا برا ہے **مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ** ٹھکانہ متکبروں کا جہاں ان کو جا کر آباد ہونا ہوگا **مُتَكَبِّر** واحد ہے **مُتَكَبِّرِينَ** اس کی جمع ہے تو اب دیکھیں **فَرِحَ** اور **مَرَحَ** کی کیفیت کو **مُتَكَبِّرِينَ** میں اکٹھا کر کے سامنے رکھ دیا۔ یہی لوگ ہوتے ہیں جو کہ **مُتَكَبِّر** ہیں اور ان کا ٹھکانہ کیا ہے؟ کہ جہنم ایسے لوگوں سے بھر دی جائے گی۔ (یہاں میں اس بات کی بھی وضاحت کرتی چلی جاؤں کہ آپ کا 23 جز کا امتحان ہونے والا ہے اور آج کل امتحان کوئز کی شکل میں چل رہا ہے تو تحریری امتحان بھی آپ کے ہوئے اور اب یہ کوئز (تقریری) امتحان ہے اور مقصد کیا ہے کہ آپ کی صلاحیتیں کو اجاگر کیا جائے آپ کے اندر تقریری امتحان کو فروغ دیا جائے آپ اور زیادہ محنت کریں آپ کو لوگوں کے درمیان بات کرنا آئے تو 24 جز کا جو کوئز ہے تو اس کا ایک میں آپ کو چھوٹا سا کام دے دیتی ہوں میں یہ چاہتی ہوں کہ اس امتحان میں آپ لوگ بھی شامل ہوں ویسے تو آپ شامل ہیں ہی کہ آپ امتحان دیتے ہیں لیکن اس میں امتحان دینے کا انداز کیا ہوگا کہ آپ نے سوال بھی بنانے ہیں نمبر ایک آپ نے 24 جز میں سے 12 مشکل لفظ لینے ہیں ہر رُبع میں سے تین اور ہر ربع میں سے 3 ہوں گے تو بارہ ہو جائیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دس سوال بنانے ہیں اور سوال اہم ہونے چاہئے یوں سمجھ لیں کہ **لُب** خلاصہ نچوڑ، بہت اہم ،سوال مختصر ہونے چاہئے۔ تیسری بات آپ جو کوئز بنائیں گی کسی سے مشورہ نہیں کرنا اور نا کسی کو دکھانا ہے۔ میں نے آپ کو بار بار کہا کہ واحد جمع الگ لکھا کریں آپ نے مجھے اپنی کاپی بھی دکھانی ہے کہ یہ آپ نے پورے پارے کے واحد جمع الگ لکھے ہیں تو اندازا آپ نے کرنا ہے کہ کل کتنے میں نے واحد جمع بتائے اس پارے میں اور آپ کا اب کوئی واحد جمع رہنا نہیں چاہئے۔ میں چاہتی ہوں 30 جز تک پہنچتے پہنچتے آپ کو اس پر عبور ہو جائے ۔ویسے کامل تو اصل میں اللہ ہی کی ذات ہے۔ لیکن آپ کو یہ آ جائیں اسی طرح کوئی اسم جنس ہے کوئی ذوی الاضداد میں سے ہے یا پھر ایک ہی لفظ کے دو معنی ہیں جیسے عبادت ہے اس کے دو معنی ایک دعا کا، ایک بندگی کرنا۔ دین ہے تو اس کے مختلف معنی ہیں تو بہرحال اب آپ کو سمجھ میں آنی چاہئے رات اور دن کی دلیل جو پچھلے سبق میں آپ نے پڑھی تو ظاہری طور پر بس آپ اس کا یہی ترجمہ کرتی ہیں کہ رات کو اندھیرا ہے اور باعث سکون ہے دن کو روشنی ہے اور کام کرتے ہیں لیکن اب آپ نے اس کے بھی مغز کی طرف آنا ہے دو باتیں اس کے اندر بہت ضروری ہیں کہ دونوں کے اندر کیا ہے؟ نمبر 1۔ تضاد اور نمبر 2۔ ہم آہنگی مناسبت ہےاور قیامت کی یہ دلیل ہے توحید

کی دلیل ہے۔ تو اب اس طرح سے آپ کو سمجھ آنی چاہئے کیونکہ میں صرف واحد جمع کا ذکر کرتی ہوں اور اب میں نے یہ بھی بتانا شروع کر دیا کہ جو مترادفات ہیں تو ان کی کتنے درجے ہیں تو اس کا کونسا درجہ ہے تفصیل تو نہیں بتا رہی لیکن درجہ آپ کے سامنے رکھ رہی ہوں تاکہ آپ کو اس کا اور زیادہ اندازا ہو)۔ تو آیت 76 میں کہ کتنا برا ٹھکانہ ہے متکبرین کا اب آگے جو آیتیں ہیں اس میں رسول اللہ ﷺ کو نصیحت کی جارہی ہے اور آپ کو تسلی دی جارہی ہے حوصلہ دیا جارہا ہے۔ کیا کہا

آیت نمبر77۔ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۚ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ
ترجمہ۔ پس اے نبیﷺ، صبر کرو، اللہ کا وعدہ برحق ہے اب خواہ ہم تمہارے سامنے ہی اِن کو اُن برے نتائج کا کوئی حصہ دکھا دیں جن سے ہم اِنہیں ڈرا رہے ہیں، یا (اُس سے پہلے) تمہیں دنیا سے اٹھا لیں، پلٹ کر آنا تو اِنہیں ہماری ہی طرف ہے۔

فَاصْبِرْ اے محمد ﷺ آپ صبر کیجئے **إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ** بے شک اللہ کا وعدہ حق ہے اور حق سے مراد کیا ہے؟ سچ ہے اور وعدے سے مراد عذاب کا وعدہ ہے کیونکہ اہل مکہ معجزات کا انکار کرتے تھے ، تنگ کرتے تھے اور اس کے ساتھ کہتے تھے کہ اگر ہم گناہ کرتے ہیں تو ہم پر اللہ کا عذاب کیوں نہیں آجاتا وہ اپنی روش کو بدل ہی نہیں رہے تھے تو اب اللہ تعالی نے یہاں پر رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی کہ آپ صبر کیجئے آپ پریشان نہ ہوں کہ ان کی نافرمانیوں پر اللہ تعالی کی طرف سے عذاب کیوں نہیں آتا **إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ** بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اب دیکھیں ایک طرف **إِنَّ** کہا دوسری طرف **حَقٌّ** تاکید، اہمیت کے لئے۔ پھر ساتھ ہی فرمایا **فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ** کہا **فَإِمَّا** پس اگر **نُرِيَنَّكَ** ہم دکھا دیں تجھ کو **بَعْضَ الَّذِي** کچھ اس کا **الَّذِي** وعدے کے لئے آیا ہے یہ جو وعدہ ہے عذاب کا۔ اس عذاب میں سے کچھ ہم آپ کو ہی دکھا دیں اور یہ بھی دیکھیں **نُرِيَنَّكَ** "ن" تو ہم کے لئے آیا ہی ہے اور پھر "نّ" نون تاکید بھی ہے کہ ہم دکھا دیں تجھ کو اس عذاب کا کچھ حصہ **نَعِدُهُمْ** جو ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں **نَعِدُ** یہ کیا ہے؟ ذوی الاضداد میں سے ہے۔ کسی سے وعدہ کرنا اور کسی کو ڈرانا بھی وعید کے لئے بھی آتا ہے۔ تو جو ہم آپ سے وعدہ کر رہے ہیں کہ ان پر عذاب آئے گا تو ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کی زندگی میں وہ عذاب ان پر لے آئیں۔ **أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ** یا ہم آپ کو فوت کردیں تو معنی کیا ہیں؟ کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کی زندگی میں ان پر عذاب لے آئیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ فوت ہو جائیں تو آپ کی وفات کے بعد عذاب کا فیصلہ ان پر صادر ہو جائے تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے آپ دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بھی کافروں پر عذاب آیا مسلمانوں کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا گیا **یوم الفرقان** غزوۂ بدر 70 کافر مارے گئے اور مختلف غزوات میں جو کافروں کو نقصان ہوا اس میں غزوۂ احزاب بہترین مثال ہے پھر کیا ہوا 8 ہجری میں مکہ ہی فتح ہو گیا. تو یہ بھی تو ایک عذاب تھا اور پورا عرب رسول اللہ ﷺ کے زیر نگین ہو گیا مسلمانوں کے اندر آ گیا **أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ** تو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بھی آپ دیکھیں کہ کافروں کو صحابہ کے ہاتھوں کتنا نقصان اٹھانا پڑا **فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ** اور یہ آیت کا حصہ آخرت کے عذاب کی طرف اشارہ ہے کہ رہا دنیا کا عذاب وہ تو آپ کی زندگی میں یا آپ کے بعد بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن مرنے کے بعد یہ جائیں گے کہاں؟ **فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ** یہ ہماری ہی طرف لوٹائے جائیں گے **يُرْجَعُونَ** یہ مضارع مجہول) ہے تو مطلب کیا ہے آخرت میں ہمارے پاس ان کے لئے بڑا سخت عذاب تیار ہے

آیت نمبر78۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ

ترجمہ۔ اے نبی ﷺ، تم سے پہلے ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں جن میں سے بعض کے حالات ہم نے تم کو بتائے ہیں اور بعض کے نہیں بتائے کسی رسول کی بھی یہ طاقت نہ تھی کہ اللہ کے اذن کے بغیر خود کوئی نشانی لے آتا پھر جب اللہ کا حکم آگیا تو حق کے مطابق فیصلہ کر دیا گیا اور اُس وقت غلط کار لوگ خسارے میں پڑ گئے

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا اور تحقیق ہم نے بھیجا رسولوں کو۔ تو رسول واحد ہے **رُسُل** جمع ہے تو ہم نے رسولوں کو روانہ کیا **مِنْ قَبْلِكَ** آپ سے پہلے۔کہ اے محمد ﷺ ہم نے آپ سے پہلے بھی رسولوں کو بھیجا **مِنْهُمْ** ان میں سے (آپ سے پہلے جو رسول بھیجے ان میں سے) **مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ** جن کے قصے ہم نے بیان کیے (ان رسولوں میں سے بعض کے قصے تو ہم نے بیان کیے) ۔ کس سے ؟ **عَلَيْكَ** تجھ سے تو کچھ رسولوں کے حال آپ کو سنا دئیے۔ آپ کو پتہ ہے کہ قرآن میں رسولوں کا ذکر اجمالاً بھی آیا ہے اور تفصیلاً بھی آیا ہے اور قرآن مجید میں صرف 25 انبیاء اور رسولوں کا ذکر ہے اور ان کی قوموں کے حالات ہیں ویسے تو اللہ نے جو رسول بھیجے اور بھیجے جانے والوں کی تعداد تو بہت زیادہ ہے **وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ** آپ سے پہلے رسول بھیجے **مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ** کہ کچھ کے قصے کہانیاں احوال تمہیں سنا دئیے **وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ** اور کچھ کے قصے اور کہانیاں آپ کو نہیں سنائے تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ بھیجے جانے والے رسولوں کی ، پیغمبروں کی تعداد تو بہت زیادہ ہے اور یہاں پہ لفظ **رُسُلًا** ہے معنی کیا ہیں؟ کہ جب بہت سے رسول بھیجے انہوں نے اپنی قوموں میں جب کام کیا تو اللہ کی اجازت سے رسول آئے اللہ کی اجازت سے انہوں نے کام کیا۔ لیکن کچھ رسولوں کے حال سنائے اور کچھ کے نہیں سنائے **وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ** اور نہیں تھا کسی رسول کے لئے **أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ** کہ وہ لے آتا کوئی آیت مگر اللہ کی اجازت سے یعنی کسی رسول کے لئے یہ بات جائز نہیں تھی کسی رسول کی قدرت میں یہ بات نہیں تھی کہ کوئی معجزہ اللہ کی اجازت کے بغیر لاسکے یہاں پہ **آيَةٍ** لفظ یہ معجزے کے لئے آیا ہے کہ رسول آئے تو سہی لیکن اللہ کی اجازت کے بغیر وہ معجزہ نہیں دکھا سکتے تھے اور یہ کیوں کہا اصل بات یہ ہے کہ اہلِ مکہ حسی معجزے کا مطالبہ کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں نے تو بہت سے رسولوں کو بھیجا کچھ کا حال تمہیں سنایا اور اے محمد ﷺ کچھ کا حال تمہیں سنایا بھی نہیں اور ان کی قوموں نے کیسے کیسے ان سے معجزات کا مطالبہ کیا اور پھر بھی انہوں نے اپنے رسولوں کا انکار ہی کیا۔ **ناقہ** کا جو معجزہ تھا پھر عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات۔ تو کیا قوم معجزات دیکھنے کے بعد ایمان لے آئی؟ بات کیا تھی کہ جب اہلِ مکہ معجزات کا مطالبہ کیا کرتے تو کبھی کبھی رسول اللہ ﷺ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی کاش کہ کوئی معجزہ ہی ایسا دکھا دیا جائے کہ ان کی گردنیں جھک جائیں اور یہ ایمان لے آئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہاں پہ یہ بات بتائی کہ رسول تو بہت سے بھیجے کچھ کا حال پتہ ہے کچھ کا نہیں اور گویا کہ ان کو معجزات بھی دئیے گئے قوموں نے پھر بھی انکار کیا اور کسی نبی کے اختیار میں نہیں تھا اپنی مرضی سے معجزہ لے آئے تو اے محمد ﷺ آپ بھی کوئی معجزہ اپنی مرضی سے نہیں لا سکتے۔ کتنی کافر خواہش کیوں نہ کریں آپ کا دل کتنا ہی کیوں نہ چاہے اللہ کی اجازت سے یہ ہوتا ہے **فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ** اور جب آ جاتا ہے اللہ کا فیصلہ اس کے معنی کیا ہیں کہ جب اللہ کا حکم آ جائے اور یہاں پہ حکم سے کیا مراد ہے؟ عذاب کا فیصلہ جب اللہ کے عذاب کا فیصلہ آ جائے تو **قُضِيَ بِالْحَقِّ** فیصلہ کر دیا جاتا ہے حق کے مطابق اور یہ فیصلہ کیسے ہوتا ہے کہاں ہوتا ہے دنیا میں یا آخرت میں پیچھے پڑھا تھا **فَإِمَّا**

نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ تو مزید اس کی وضاحت ہے کہ اللہ جھٹلانے والوں کا فیصلہ کرتا ہے اور ان کو تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے دنیا میں یا پھر آخرت میں جب ان کو سزا ملے گی **وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ** اور اس وقت کیا ہوگا اہلِ باطل خسارے میں رہ جائیں گے اپنے آپ کو یہ بڑا کامیاب سمجھتے ہیں اس وقت ان کا حال یہ ہوگا کہ یہ لوگ خسارہ اٹھانے والوں میں شامل ہو جائیں گے ایسا نہیں ہو گا کہ ان کے پاس کوئی ایک کامیابی کی کرن ہو یا کوئی ایک امید ہو یا کہیں سے ان کو کوئی فلاح نظر آئے تو تباہی بربادی ان کا مقدر بن جائے گی تو جو جھٹلانے والے ہیں جو کبر کرنے والے ہیں تو ان کا کیا حال ہوتا ہے ان کے ہاتھ میں آتی ہے ذلت اور خسران اور پیغمبروں اور ایمان لانے والوں کے ہاتھ میں کیا آتی ہے؟ فلاح اور کامیابی ۔ پھر اس کے بعد اللہ رب العزت تسلی کا خاص پہلو رکھنے کے بعد کہ پہلی قوموں نے بھی انبیاء کے پاس معجزے دیکھنے کے بعد بھی جھٹلایا اور تباہی ان کا مقدر بنی اب پھر اللہ تعالیٰ ربوبیت کی نشانیوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں متوجہ کرتے ہیں کہ اے لوگوں ذرا سوچو تو سہی

آیت نمبر79۔ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ

ترجمہ۔ اللہ ہی نے تمہارے لیے یہ مویشی جانور بنائے ہیں تاکہ ان میں سے کسی پر تم سوار ہو اور کسی کا گوشت کھاؤ

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللہ تو وہ ہے جس نے بنایا تمہارے لئے **الْأَنْعَامَ** کو اللہ نے تمہارے لئے کیا کیا؟ مویشیوں کو بنایا اور آپ دیکھیں کہ یہ جو **الْأَنْعَامَ** ہے یہ کسے کہتے ہیں؟ 4 جانور ہیں جنھیں کہا جاتا ہے بھیڑ، بکری، اونٹ اور گائے۔ اونٹ کا ذکر سب سے پہلے آنا چاہئے کیوں **الْأَنْعَامَ (ن ع م)** سے ہے اور اونٹ کو کہتے ہیں اور پھر اونٹ عربوں کے ہاں زیادہ تھا لیکن یہ تین جانور بھی اس کے اندر شامل کیے جاتے ہیں اور یہ 8 بن جاتے ہیں 8 کیسے؟ 4 مذکر ہیں اور 4 مؤنث ہیں تو اللہ تعالیٰ بار بار یہ بات بتاتے ہیں کہ یہ جو انعام ہیں یہ کس نے بنائے یہ میں نے بنائے اور کس کے لئے بنائے؟ میں نے اے انسان تمہارے لئے بنائے اور اس کے لئے دلیل سورۃ الانعام کی آیت نمبر 143ہے **ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ ۖ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنْثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنْثَيَيْنِ ۖ نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ(143۔ الانعام)** " یہ آٹھ نر و مادہ ہیں، دو بھیڑ کی قسم سے اور دو بکری کی قسم سے، اے محمد ﷺ ان سے پوچھو کہ اللہ نے اُن کے نر حرام کیے ہیں یا مادہ، یا وہ بچے جو بھیڑوں اور بکریوں کے پیٹ میں ہوں؟ ٹھیک ٹھیک علم کے ساتھ مجھے بتاؤ اگر تم سچے ہو "اور اسی طرح پھر آپ دیکھیں کہ اس سے اگلی آیت میں **وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۗ(144 الانعام)** " اور اسی طرح دو اونٹ کی قسم سے ہیں اور دو گائے کی قسم سے "۔ تو یہ دلیل ہے تو تمہارے لئے کیا کیا کہ ہم نے جانوروں کو بنایا جانوروں کو بنانے کے فوائد اور مقاصد کیا ہیں۔ نمبر 1۔ **لِتَرْكَبُوا** کہ تم ان پر سواری کرو **رَكِبَ يَرْكَبُو** کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ سوار ہونا۔ جانور سے اہل مکہ بھی اور ہر دور کا انسان فائدہ اٹھاتا ہے۔ کیسے فائدہ اٹھاتا ہے؟ کہ ان پر سواری کرتا ہے اونٹ کو دیکھ لیں اور جانوروں کو دیکھ لیں تو ان پر سواری کی جاتی ہے تو سب سے پہلے یہاں پر سواری کا ذکر کیا جا رہا ہے اور آپ دیکھ لیں بہت سے پہاڑی علاقے ایسے ہیں کہ جہاں پر گاڑی نہیں جا سکتی لیکن یہ جانور ہی ہیں جو کہ جاتے ہیں اور ویسے تو **الْأَنْعَامَ** سے مراد یہ جانور لئے جاتے ہیں بیل اونٹ لیکن اس کو اگر عام پر اطلاق کریں تو گھوڑا ، گدھا اور خچر ہے یہ سب چیزیں اس کے کام آتی ہیں۔ **وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ** اور اس میں سے تم کھاتے بھی ہو تو اب کیا بات پتہ چلی کہ صرف یہ نہیں کہ سواری کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں بلکہ

غذائی ضرورتیں بھی تمہاری پوری ہوتی ہیں اور آپ دیکھ لیجئے کہ سفر میں ہیں عرب کے لوگ اور اونٹ پر بیٹھ کر سفر کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کے کھانے کا انتظام بھی کیا ہوا ہے اور غذائی ضرورتیں کیا ہیں؟ مثلاً ان سے دودھ لینا پھر دودھ میں سے بالائی مکھن پنیر گھی لسی وغیرہ۔ پھر ان کا گوشت کھایا جاتا ہے حتیٰ کہ ہڈیوں سے بھی رس نکلتا ہے آپ soup بناتی ہیں اور ہڈیوں سے بھی چیزیں بنتی ہیں کھال ہے تو کھال سے بھی جیسے ٹینٹ بنتے ہیں اور بیلٹ ہے اور جیکٹس ہیں، جوتے بنتے ہیں بہت سی چیزیں بنتی ہیں حتیٰ کہ جانوروں کی جو آنتیں ہیں اس سے بھی کیا بنتا ہے؟ جو آپریشن کیے جاتے ہیں تو ٹانکے لگانے کا جو دھاگہ ہے وہ ان سے بنایا جاتا ہے بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ مختلف قسم کے جیسے دھاگے ہیں جسم کی مختلف چیزوں کا استعمال کر کے ان سے بنائے جاتے ہیں اور پھر ان کی اون ہے۔ اون سے کیا بنتا ہے؟ گدوں میں بھی ڈالا جاتا ہے سویٹر بھی ،جیکٹ بھی تو بہرحال کیا کرنا چاہئے اس میں غور و فکر کرنا چاہئے کہ تم کھاتے ہو تم ان کا استعمال کرتے ہو

آیت نمبر 80۔ وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ
ترجمہ۔ ان کے اندر تمہارے لیے اور بھی بہت سے منافع ہیں وہ اس کام بھی آتے ہیں کہ تمہارے دلوں میں جہاں جانے کی حاجت ہو وہاں تم اُن پر پہنچ سکو اُن پر بھی اور کشتیوں پر بھی تم سوار کیے جاتے ہو

وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ اس میں تمہارے لئے منافع ہیں اب منافع کہہ کے **تَرْكَبُوا** بھی اس میں آگیا اور **تَأْكُلُونَ** بھی آگیا اور یہ بہت سی باتیں ہیں اور آپ اس کی ایک فہرست بنائیں کہ اور کیا کیا کرتے ہیں کہ کھیتی چلانا، کنویں سے پانی نکالنا، پھر انکے بالوں سے کپڑے تیار کرنا، ان کے مرنے کے بعد ان کی ہڈیاں دانت کھالوں کا استعمال کرنا اور جانور کیا کرتے ہیں ؟ بعض اوقات چور آتا ہے پتہ چل جاتا ہے جانوروں کے بولنے سے کیونکہ جانور عام طور پر بولتے نہیں ہیں ہے اور دودھ لینا چاہتے ہیں اور بچھڑا گائے کے نیچے چھوڑا اور پھر بچھڑے کو ہٹا دیا کیونکہ بچھڑے نے جونہی منہ لگایا گائے کے تھنوں کو تو دودھ تھن میں بھر آیا ویسے نہیں آرہا تھا اور بہت سے فائدے ہیں تو غور تو کرو **وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ** پھر فرمایا اور تاکہ تم پہنچو تم اپنے مقصد کو حاصل کرسکو **عَلَيْهَا** ان پر چڑھ کر **عَلَي** ان کے اوپر چڑھ کر **حَاجَةً** کسی کام تک **فِي صُدُورِكُمْ** جو تمہارے سینوں میں ہے **صُدُور** قلوب کے لئے آیا ہے کہ تمہارے دلوں کے اندر جو بھی کام ہے مثلاً آپ کو تو خوب اس کا اندازا ہوگا کہ آپ کیا کرتی ہیں کہ گاڑی باہر garage میں ہوتی ہے اور جونہی ضرورت پیش آتی ہے آپ فوراً گاڑی سٹارٹ کرتی ہیں اور چل پڑتی ہیں کبھی خریداری کرنی ہے، عیادت کرنی ہے، تعزیت کرنی ہے بچوں کو سکول سے لینا ہے، چھوڑنا ہے ، ہسپتال جانا ہے، airport جانا ہے ڈھیروں کام ہیں تو آپ کی سواری تو گاڑی ہے لیکن بہت سے لوگ ہیں جن کی سواری جانور ہیں۔ گاڑی نہ ہو اگر آپ کے پاس یا آپ ڈرائیور نہیں ہیں گاڑی پڑی ہے۔ تو نعمت کا احساس تو کریں تو یہاں بھی احساس کروایا جا رہا ہے کہ تمہارے دل میں طرح طرح کی ضرورتیں ہوتی ہیں اور فوراً اپنی سواری پر بیٹھتے ہو (گاڑی) یا جو جانور ہیں اور تم چل پڑتے ہو کبھی سامان کو ڈھونا ہے کبھی نقل مکانی کرنی ہے کبھی کوئی اور کام کرنا ہے تو اللہ تعالی نے بڑے بہترین تمہیں صحرائی سفینے دے دئیے صحرا کے طویل سفروں میں تم ان پر سواری کرتے ہو جس طرح سمندر میں کشتی سے سفر کرتے ہیں تو یہ سب چیزیں کیا ہیں یہ اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں پھر فرمایا کہ **وَعَلَى** اور اس پر **الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ** تو یہ تو تھی صحرائی سواریاں

اب سمندری سواریوں کا ذکر کیا جا رہا ہے اور سمندر کی سواریاں کیا ہیں کشتیاں اور **فُلْكِ** یہ اسم جنس ہے کہ کشتیوں پر تم سوار ہوتے ہو تو کیا مطلب ہے کہ کشتیوں کو بھی تمہارا مطیع کس نے کیا؟ سمندر میں کشتی کیسے چلتی ہے ورنہ عام چیزیں سمندر میں ڈوب جاتی ہیں تو سفینہ سازی اللہ تعالی نے کس کو سکھائی؟ حضرت نوح علیہ السلام کو سکھائی جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر اور پھر اس کے بعد یہ صنعت ترقی کرتی چلی گئی اور پھر اہل مکہ بھی سمندری سفر کرتے تھے تو یہ سب کچھ بتانے اور سمجھانے کا مقصد کیا ہے

آیت نمبر 81۔ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنْكِرُونَ
ترجمہ۔ اللہ اپنی یہ نشانیاں تمہیں دکھا رہا ہے، آخر تم اُس کی کن کن نشانیوں کا انکار کرو گے

وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ وہ دکھاتا ہے تم کو اپنی نشانیاں **يُرِيكُمْ** کا مطلب کیا ہے کہ وہ تمہیں دکھاتا ہے ،تمہیں متوجہ کرتا ہے وہ اللہ چاہتا ہے کہ اے انسانوں تم غور تو کرو اپنی نشانیاں تمہیں دکھاتا چلا جا رہا ہے اور یہ ساری نشانیاں کہاں سے شروع ہوئی تھیں؟ آسمان، زمین ،رات، دن ،خود انسان، رزق طیب پھر اس کے بعد اللہ تعالی نے ساتھ ہی جانوروں کا ذکر کیا پھر اس کے بعد کیا ذکر کیا کہ جانوروں کے کیا کیا فائدے ہیں پھر اس کے ساتھ ہی کشتیوں کا ذکر کیا **فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنْكِرُونَ** پھر لوگوں اللہ کی کون کون سی نشانیوں کو جھٹلاؤ گئے پھر کن کن نشانیوں کا تم انکار کروگے یہ آیت کا انداز کون سا ہے؟ بالکل ایسے ہی **فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۔ (لَابِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ.)** تو اتنی واضح اتنی زیادہ اتنی عام نشانیاں آخر تم اللہ کی کون کون سی نشانیاں کمالات عجائبات کا انکار کروگے اے اللہ ہم تیری کسی بھی نشانی کا انکار نہیں کرتے اے اللہ ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور بہترین شکر کیا ہے؟ اپنے اس جسم کو اس جسد خاکی کو اللہ کے آگے مطیع کردیں

ے سرِ نیاز جھکایا تو پھر اٹھا نہ سکے
ایسا سجدہ کہ بس پھر ہمیں سجدے کی حالت میں موت آئے

آیت نمبر82۔ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ
ترجمہ۔ پھر کیا یہ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ اِن کو اُن لوگوں کا انجام نظر آتا جو اِن سے پہلے گزر چکے ہیں؟ وہ اِن سے تعداد میں زیادہ تھے، اِن سے بڑھ کر طاقتور تھے، اور زمین میں اِن سے زیادہ شاندار آثار چھوڑ گئے ہیں جو کچھ کمائی اُنہوں نے کی تھی، آخر وہ اُن کے کس کام آئی؟

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ کیا نہیں انہوں نے سیر کی زمین میں **فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ** کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے کن لوگوں کا ذکر کیا جا رہا ہے؟ جنہوں نے سجدہ نہ کیا جنہوں نے ان نشانیوں کو دیکھ کر اللہ کو اپنا معبود نہ بنایا جنہوں نے شرک نہ چھوڑا جنہوں نے **کذب** نہ چھوڑا جنہوں نے **افک** نہ چھوڑا جو **اسراف** کرنے سے باز نہیں آئے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کتنی ایسی قومیں گزریں کیا یہ انہیں نہیں دیکھتے کہ ان کا کیا انجام ہوا اور مراد ہے قوم عاد ، ثمود، فرعون ، ہامان ،نمرود اور بہت سی قومیں۔ **كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ** تھے زیادہ ان سے۔ تو ان کی جمعیت بہت زیادہ تھی وہ لوگ تھوڑے نہیں تھے بہت زیادہ تھے تعداد میں **وَأَشَدَّ قُوَّةً** اور زیادہ تھے قوت میں **أَشَدَّ** جیسے اگر عمر کسی کو ملے زندگی ملے تو جوانی کے لئے بھی **اشد** آیا ہے تو اب یہاں پہ **أَشَدَ** کیا ہے قوت کے

لئے آیا ہے کہ قوت میں وہ لوگ بڑے سخت تھے بڑے شدید تھے بڑے مضبوط جسم اللہ نے ان کو عطا کیے تھے اور یہاں پہ خاص طور پر اشارہ ہے قوم عاد کی طرف اور قوم ثمود کی طرف اور یہ قومیں جو تھیں اللہ نے ان کو بہت قوت دی اور جمعیت دی خود وہ یہ کہتے تھے کہ ہم جیسا اور کوئی نہیں ہے اور ان کے بارے میں اللہ تعالی کیا کہتے ہیں **وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (9۔ الفجر)** " اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں "پہاڑوں کو تراشنا کوئی آسان بات ہوتی ہے اب تو مشینیں کام کرتی ہیں لیکن یہ لوگ پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے تھے تو پہلی قوموں کی شان و شوکت بتائی جارہی ہے اور شان و شوکت میں سے بھی کیا بتایا جارہا ہے ان کے قد و قامت، جسمانی قوت، فن تعمیر، فن زراعت تو اہل مکہ وہ تم سے بہت بڑھ کر تھے **وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ** اور نشانیاں زمین میں اس کے کیامعنی ہیں؟ کہ وہ بہت سی نشانیاں زمین میں چھوڑ گئے۔ نشانیوں سے مراد یہ ہے کہ ان کی کاریگری زمین میں نظر آتی ہے۔ کیسے؟ کھنڈر بن کر ، تباہی کے آثار تو ان کے کھنڈروں سے بھی دیکھ سکتے ہیں مثلاً آپ دیکھیں یہ جو museum ہوتے ہیں ان میں چیزیں کیوں رکھی ہوئی ہوتی ہیں تاکہ پتہ چلے کہ پہلے زمانے کے لوگ کیسی چیزیں بناتے تھے احرام مصر ہے یا آج کے دور میں یہاں پہ **twin tower** ہے یا اور کوئی اچھی عمارت ہے **موہنجوداڑو** یہ ساری جو عمارتیں، کارخانے، کھیتیاں تو کبھی وہ آباد تھے اور اب کیا ہے کہ اب ان کے کھنڈروں کے آثار ہیں **آثَارًا فِي الْأَرْضِ** نشانیاں ہیں زمین میں **وَآثَارًا** کا تعلق **أَكْثَرَ** سے ہے مطلب کیا ہے؟ کہ عاد اور ثمود نے جو نشان چھوڑے **أَكْثَرَ** وہ خود بہت زیادہ تھے تو ان کے **آثَار** بھی بہت زیادہ ہیں کیونکہ عددی اکثریت جب ہوتی ہے تو **تمدنی آثَار** بھی بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ پھر ہوا کیا انہوں نے جب انکار کیا؟ **فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ** پھر کچھ بھی ان کے کام نہ آیا جو تھے وہ کماتے۔ تو ان کے یہ ذرائع کاشت ، ان کی فن تعمیر ان کا قدو قامت، ان کی جسمانی قوت، ان کی کاریگری جو اتنی زیادہ تھی وہ ان کے کچھ بھی کام نہ آئی کب؟ جب انہوں نے انکار کیا۔ اور اللہ کے عذاب کا کوڑا ان پر برسا۔ تو کیا بات بتانا مقصود ہے کہ اہل مکہ تم جو آج انکار کر رہے ہو تو تمہارا انکار کیا تمہیں اللہ کی پکڑ سے بچا سکتا ہے؟

آیت نمبر83۔ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ
ترجمہ۔ جب ان کے رسول ان کے پاس بینات لے کر آئے تو وہ اُسی علم میں مگن رہے جو ان کے اپنے پاس تھا، اور پھر اُسی چیز کے پھیر میں آ گئے جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے

فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ پس جب آئے ان کے پاس ان کے رسول **بِالْبَيِّنَاتِ** روشن نشانیوں کے ساتھ **فَرِحُوا** وہ خوش ہوئے کیا مطلب ہے؟ وہ اترانے لگے کیوں وہ اترائے؟ کیونکہ کبھی انسان اپنے حسن پر اتراتا ہے تو اکڑ اکڑ کر چلتا ہے، مچل مچل کر چلتا ہے تو کبھی انسان اتراتا ہے **بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ** تو اترانے لگے **فَرِحَ** کی بیماری میں مبتلا ہوگئے یہاں پہ یہ مذموم صفت کے طور پر آیا ہے جو کچھ ان کے پاس تھا علم میں سے۔ اب ان کے پاس خود جو علم تھا اسی پر وہ اترانے لگے اور پیغمبر کیا لے کر آئے تھے؟ **بِالْبَيِّنَات** اور **بَيِّنَات** میں کیا تھا؟ **الْعِلْم** وحی کا علم تو اب انہوں نے کیا کیا؟ کہ بجائے اس کے کہ پیغمبر کی طرف رجوع کرتے، پیغمبر پر ایمان لاتے تو انہوں نے وحی کے علم کی بجائے جو ان کے پاس (ریسرچ، تحقیق) methodology تھی جو بھی جنوں بھوتوں کی کہانیاں تھیں یا عشق کی کہانیاں تھیں، جو ہزاروں انہوں نے اپنے دیوی اور دیوتا بنا رکھے تھے بس اسی علم پر وہ خوش ہوگئے ؟ جیسے اپنے فلسفے یا یوں کہیں کہ سائنس جیسے سقراط بقراط یا اور بڑے بڑے جو لوگ گزرے ہیں اب ہر دور میں قرآن تو رہا ہی ہر دور میں ہدایت تو رہی لیکن لوگوں نے کیا کیا؟ کہ جو کچھ ان کے

اپنے پاس تھا اسی کو اہمیت دی اسی کو انہوں نے زیادہ سمجھا ایک دور میں یونانی فلسفے کا بڑا زور تھا اور ایک عالم کہتے ہیں کہ میں نے جب پڑھا تو ایسے لگتا تھا کہ میرا دل بند ہو گیا ہے میں نے سوچا کہ نہیں مجھے فلسفہ نہیں پڑھنا پھر چھوڑ کر وہ دین کی طرف آ گئے۔ تو اصل بات کیا ہے کہ قرآن کا علم موجود ہو اور انسان ارد گرد کی کائنات اور علوم میں تو تحقیق کرے PHd بھی کر لے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ علم کی توہین ہے پہلے بھی بہت سے لوگ تھے بہت علم تھا ان کے پاس اور اپنی دنیا کی تجارت اور اپنی صنعت وحرفت کے بڑے ماہر تھے۔ اور سورۃ الروم سے بھی اس بات کا پتہ چلتا ہے **يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ (7. الروم)** "یہ لوگ دنیا کی ظاہری زندگی اور اس کے منافع حاصل کرنے کو تو جانتے سمجھتے ہیں مگر آخرت جہاں ہمیشہ رہنا ہے اس سے غافل ہیں"۔ تو آج کا انسان بھی کیا ہے کہ دنیا کے علم کو ظاہری علم کو اس نے سب کچھ سمجھ لیا ہے۔ کس چیز کا علم حاصل کرنا ہے کہ میں خوبصورت کیسے رہوں ہر شخص beautician بننا چاہتا ہے ہر شخص کو مہندی لگانی آنی چاہئے ہر شخص چاہتا ہے کہ کپڑے بھی مجھے سینے آنے چاہئیں کوئی ہنر ضرور سیکھیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہی بڑی اچھی بات ہے عورت کو یہ فن آنے چاہئیں ہر شخص پکانے میں بھی ماسٹر بننا چاہتا ہے پھر گاڑی چلانا، پھر پڑھائی کرنا، پھر سائنس بھی چاہئے، آرٹ بھی چاہئے، بہت سے علم ہر ایک میں ہم مہارت چاہتے ہیں نہیں چاہتے تو قرآن میں مہارت نہیں چاہتے تو اس دور کے لوگوں کی بھی یہ بیماری تھی کہ پیغمبر روشن نشانیوں کے ساتھ آئے معجزے بھی تھے، کتابیں بھی تھیں، پیغمبروں کے پاس اور وہ خوش ہوئے جو کچھ ان کے پاس تھا جو جہالت کا علم اور شرک کا علم اور رسم و رواج کو زندہ کرنے کا علم۔ **وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ** اور گھیر لیا اس نے۔ کس نے؟ عذاب نے۔ **بِهِمْ** ان کو جو کچھ ان کے پاس تھا ان کی مہارت بھی اور ان کو بھی ان کو گھیر لیا عذاب نے۔ اور آپ کو پتہ یہ ہے کہ **حَاقَ** یہ گھیرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے 4 لفظ ہیں جو اللہ تعالی نے گھیرنے کے لئے استعمال کئے ہیں اس میں **حَفَّ** بھی ہے **اَحَاط** اور **اَحْصَرَ** بھی ہے اور **حَاقَ** یہ چوتھا درجہ ہے، آخری درجہ کہ کسی چیز کا کسی چیز پر نازل ہونا اس کو آ گھیرنا۔مصیبت آفت یا عذاب کا اس طرح نازل ہونا کہ جس سے وہ شخص گھیرا جائے اس کا گھیراؤ ہو جائے کیونکہ احاطہ دیوار سے کیا جاتا ہے لیکن یہ کیا ہے عذاب نے آ کر احاطہ کر لیا، چمٹ گیا ان کے ساتھ **وَحَاقَ بِهِمْ** اور اس نے گھیر لیا ان کو ان کی ہنر کے ساتھ(جو کچھ بھی ان کے پاس تھا وہ اترا رہے تھے کوئی علم پر اتراتا ہے کوئی دولت پر کوئی تجارت پر کوئی بچوں پر کوئی دنیا کی شان و شوکت) ۔ تو **يَسْتَهْزِئُونَ** وہ مذاق اڑاتے تھے لیکن اللہ کا عذاب ایسا آیا کہ چمٹ گیا ان کے ساتھ

آیت نمبر 84۔ فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ
ترجمہ۔ جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو پکار اٹھے کہ ہم نے مان لیا اللہ وحدہٗ لا شریک کو اور ہم انکار کرتے ہیں اُن سب معبودوں کا جنہیں ہم شریک ٹھہراتے تھے

فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا پھر جب دیکھا انہوں نے ہمارا عذاب **قَالُوا** تو انہوں نے کہا **آمَنَّا بِاللَّهِ** ہم ایمان لائے اللہ پر **وَحْدَهُ** وہ ایک ہے۔ تو جونہی عذاب دیکھا تو اس کے بعد اللہ پر ایمان لے آئے **معائنہ عذاب** کے بعد جو قوم ایمان لاتی ہے تو اس کا عذاب اسے فائدہ نہیں دیتا بجز ایک قوم کے وہ کونسی قوم تھی؟ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم اور وہ بھی کیا تھا کہ حضرت یونس علیہ السلام سے غلطی ہوگئی تھی کہ اللہ کی اجازت کے بغیر انہوں نے ہجرت کر لی تھی۔ اور آپ دلیل دیں کہ عذاب دیکھا اور ایمان لائے **قَالَ اٰمَنْتُ (90۔ سورۃ یونس)** اور اس کے ایمان نے اس کو کچھ بھی نفع نہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی **حدیث**

ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت سے پہلے پہلے قبول کرتے ہیں جس وقت نزع روح اور غرغرہ موت سامنے آجائے۔ تو غرغرہ موت سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول کرتے ہیں اور جب کسی پر غرغرہ کی کیفیت طاری ہو جائے (غرغرہ کہتے ہیں جب انسان کھینچ کھینچ کر سانس لیتا ہے دنیا سے تعلق کٹ جاتا ہے آخرت سے جڑ جاتا ہے فرشتہ نظر آ رہا ہوتا ہے جان نکل رہی ہوتی ہے) اس وقت اگر انسان توبہ کرتا ہے تو اس وقت کی توبہ اللہ قبول نہیں کرتا تو انہوں نے بھی عذاب دیکھا اور کہا کہ ہم ایمان لائے اللہ پر **وَحْدَهُ** وہ ایک ہے **وَكَفَرْنَا**اور ہم منکر ہوئے **بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ تھے** جو ہم اس کے ساتھ شریک بناتے تھے تو ہم جو شرک کرتے تھے اب ہم اس سے انکار کرتے ہیں

آیت نمبر 85۔ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا ۖ سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ ۖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ
ترجمہ۔ مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان اُن کے لیے کچھ بھی نافع نہ ہو سکتا تھا، کیونکہ یہی اللہ کا مقرر ضابطہ ہے جو ہمیشہ اس کے بندوں میں جاری رہا ہے، اور اس وقت کافر لوگ خسارے میں پڑ گئے

فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ پس نہیں تھا کہ نفع دیا ان کو **يَكُ** اس کا مادہ کیا ہے **(ک و ن)** یہ کائنات کے لئے بھی آتا ہے یہی **كُن** ہے یہی **كانَ** ہے یہی **یکونو** ہے یہی **یکونون** ہے۔ **فَلَمْ يَكُ** پس نہ تھا **يَنْفَعُهُمْ** کہ نفع دیتا ان کو **إِيمَانُهُمْ** ان کا ایمان **لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا** ۖ جب دیکھا انہوں نے ہمارا عذاب **سُنَّتَ اللَّهِ** دستور اللہ کا **(س ن ن)** قدرت، طریقہ، سنت الٰہی ، دستور اللہ کا معمول اللہ کا ہے **الَّتِي** جو **قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ** بے شک **خَلَتْ** گزرا، چلا آیا ، برابر چلا آرہا ہے **فِي عِبَادِهِ** اس کے بندوں کے بارے میں اللہ کا معمول کیا ہے؟ کہ عذاب دیکھنے کے بعد توبہ اور ایمان مقبول نہیں ہے تو توبہ اور ایمان کب قابل قبول ہے جب لوگ عام زندگی میں ہوں اور ایمان لائیں تو ایمان **بالغیب** مطلوب ہے بن دیکھے تو مشاہدہ کر کے کافر دہریے مشرک بھی اگر ایمان لائیں تو ایمان لانا بے سود ہے ۖ **وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ** اور وہاں کافر گھاٹے میں پڑ گئے۔ پھر وہاں کافر کیسے تھے نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو گئے۔ تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اب ہم دنیا کی زندگی میں ہیں اور ہم یہ فلسفہ سائنس قانون اور اپنے جو دنیوی علوم ہیں اور یہ جو ناول ہیں اور جو ہماری افسانوی دنیا ہے اور بہت سے علوم ہیں ان کے پیچھے ہم بھاگ رہے ہیں.
میں یہ نہیں کہتی کہ ہم دنیاوی علوم حاصل نہ کریں کیونکہ اسلام دین اور دنیا کو الگ نہیں کرتا دنیا کا علم بھی حاصل کریں لیکن اس علم کو سواری بنائیں جس پر ہم خود سوار ہو جائیں وہ علم ہمیں ڈھا نہ دے کہ ہم اسی کے ہو جائیں اس کو ہم مطیع کریں اس پر سوار ہو کر پھر اس گھوڑے پر بیٹھ کر آخرت کی تیاری کریں آخرت کمائیں لیکن افسوس کہ اس گھوڑے کو مطیع کرنے کے لئے قرآن کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ قرآن مجید اور پھر سیرت کا، سنت کا علم حاصل کرنا ضروری ہے اور آج کا مسلمان اس میں بہت پیچھے ہے

؎ قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلمان
اللہ کرے تجھ کو عطا جرأتِ کردار

تو اصل میں ہمارے کردار میں کمی ہے اور اس کمی کا ازالہ کیسے ہو سکتا ہے جب ہم قرآن کا علم حاصل کریں گے۔ یہ تھا سورۃ غافر/ سورۃ المومن کا اختتام آغاز بھی کس سے تھا **حم () تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ** عزیز اور علیم نے کتاب کو نازل کیا جو **غَافِرِ الذَّنْبِ** بھی ہے **وَقَابِلِ التَّوْبِ** بھی ہے **شَدِيدِ الْعِقَابِ** بھی ہے **ذِي الطَّوْلِ** لَا **إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ** ۖ **إِلَيْهِ الْمَصِيرُ** جس سے آغاز تھا اختتام بھی اسی پر ہے تو

بات کیا ہے ایک اللہ کی عبادت کرنا آخرت کی تیاری کرنا اور قرآن کو اپنی زندگی کا اوڑھنا اور بچھونا بنانا اللہ تعالی ہم سب کو نیکیوں میں بڑھائے اور استقامت دے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ